ء فی قبورہم یصلون

حیاۃ الانبیاء

ترجمہ

انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء

جس میں

حضرت ... وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات

... ثابت کی ہے، اور حدیث معارض کا تعدد و فرق سے

... جوابات دیے گئے ہیں

مصنفہ

حضرت ... فخر المحققین، اکمل المصنفین امام

جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

... خان صاحب حنفی مولوی فاضل ملازم سررشتہ تعلیمات سرکار عالی

باہتمام

... عالی درجات محمد ولی الدین صاحب فاروقی امدادی

معتمد مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

مطبع ... واقع حیدرآباد دکن میں چھپا

بشارت

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کی
تصانیف جنکی بہ حسب اقتضائے زمانہ نہایت سخت ضرورت ہی مندرجۂ ذیل شائقین کی طلب پر روانہ کیجاتی ہیں

انوار احمدی اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کی فوائد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل پر نہایت محققانہ بیان ہے جنکی عموماً اہل اسلام
کو ضرورت ہی جو اپنی خوبی و پسندیدگی کے باعث ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو چکی تھی پھر شائقین کے اصرار
اور تقاضے پر مکرر طبع کی گئی ہے قیمت ۱۲ ر

کتاب العقل اسمیں عقل کی حقیقت کھولدی گئی ہے کہ دینی الواب میں کہانتک چلسکتی ہے
اور حکمت قدیمہ و فلسفۂ جدیدہ کا اثر جن مسائل پر پڑتا تھا ان کے ثبوت عقلی نہایت محققانہ
انداز سے دئے گئے ہیں قیمت کاغذ چکنا ۱۲ ر کاغذ کھرہ

افادة الافہام ہر دو حصہ یہ کتاب مرزا غلام احمد صا[illegible]
جواب ہے نہایت ہی محققانہ طرز سے جوابات دئے گئے ہیں جس میں بہت ہی ضروری
مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہیں اس کے دیکھنے سے
مذہب قادیانی کے مفاسد سے بخوبی آگاہی ہو جاتی ہے کاغذ چکنا کھرہ ۸ ر

مقاصد الاسلام ہر چہار حصہ جنمیں اخلاق تمدن فقہ کلام فلسفہ اسلام اور تصوف وغیرہ
وغیرہ مضامین پر نہایت محققانہ اور دلکش طرز پر بحث کی گئی ہے قیمت ... عہ ۸ ر

حقیقة الفقہ ہر دو حصہ اسمیں محققین و محدثین کے فرائض منصبی اثر نامہ اور حدیث
و فقہ و اجتہاد کی ضرورت نہایت مدلل طور پر ثابت کی گئی ہے خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی
جانفشانی اور فضائل جو اکابر محدثین کے اقوال سے ثابت ہیں نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں قیمت عہ

انوار الحق مولوی حسن علی صاحب نے لکھکر اسکی تائید الحق جو مرزا صاحب قادیانی کی تائید میں لکھی گئی ہے اسکے
جواب میں محققانہ رسالہ لکھا گیا ہے اور سکا [illegible]






[illegible]

الحمد [illegible] الذين اصطفى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دونوں روایتوں میں کیونکر تطبیق ہو؟

واقعی یہ اچھا سوال ہے اور اس قابل ہے کہ اس میں غور و فکر کی جائے۔

جواب

میں لکھتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبر میں زندہ رہنا ہمارے نزدیک قطعی اور یہ ثابت ہے اس لیے کہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ پر بہت سی دلیلیں تمام ہو گئی ہیں اور اس بارے میں متعدد حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

حیات انبیاء پر احادیث و آثار

۱- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جزو خاص اس بارے میں تالیف کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں چنانچہ اس مضمون کی چند حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں

۱- اخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری به مر بموسی علیہ السلام وهو یصلی فی قبرہ۔

مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام پر اس حالت میں گذرے کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۲- اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر بقبر موسی علیہ السلام وهو قائم یصلی فیہ۔

ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر اس حالت میں گذرے کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

٣ - اخرج ابو یعلی فی مسنده والبیهقی فی کتاب حیوة الانبیاء عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون -

٣ ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے کتاب حیات الانبیا میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں -

٤ - اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن یوسف بن عطیة قال سمعت ثابت البنانی رضی الله عنه یقول لحمید الطویل هل بلغک ان احدا یصلی فی قبره الا الانبیاء قال لا -

٤ ابو نعیم نے حلیہ میں یوسف بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو حمید طویل سے یہ کہتے سنا ہے کہ کیا آپکو یہ روایت پہنچی ہے کہ سوائے انبیاء کے کوئی اور بھی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے انہوں نے کہا نہیں -

٥ - اخرج ابوداؤد والبیهقی عن اوس بن اوس الثقفی رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فاکثروا علی الصلوة فیه فان صلاتکم تعرض علی قالوا یا رسول الله وکیف تعرض علیک صلاتنا وقد ارمت یعنی بلیت فقال

٥ ابوداؤد وبیہقی نے اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمہارے بہتر دنوں سے ہے لہذا اس میں کثرت سے مجھپر درود بھیجا کیونکہ تمہارا درود مجھپر پیش کیا جائیگا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش ہوگا حالانکہ آپ تو بوسیدہ ہو جائیں گے - آپ نے فرمایا

ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل
اجساد الانبیاء۔

۶ - اخرج البیہقی فی شعب الایمان
والاصبہانی فی الترغیب عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی
عند قبری سمعتہ ومن صلی علی
غائبا بلغتہ۔

۷ - اخرج البخاری فی تاریخہ عن عمار
ابن یاسر سمعت النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ
ملکا اعطاہ اسماع الخلائق قائم
علی قبری فما من احد یصلی علی
صلوۃ الا بلغنیہا۔

۸ - اخرج البیہقی فی حیاۃ الانبیاء
والاصبہانی فی الترغیب عن انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
من صلی علی مائۃ فی الجمعۃ

نہیں؛ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا
کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

۶۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے
ترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے
پاس مجھپر درود پڑھیگا میں اسکو خود سنونگا اور
اور جو غائبانہ پڑھیگا اسکا درود مجھکو پہنچایا جائیگا۔

۷۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں عمار بن یاسر سے
روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت
صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا ایک فرشتہ ایسا ہے جسکو اس نے خلایق کی باتیں
سننے کی قدرت عطا کی ہو وہ میری قبر پر کھڑا رہیگا
جو کوئی مجھپر درود بھیجیگا اس کو وہ مجھے پہونچاییگا

۸۔ بیہقی نے حیاۃ الانبیا میں اور اصبہانی نے
ترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ جو شخص جمعہ

وليلة الجمعة قضى الله له مائة
حاجة سبعين من حوائج الآخرة
وثلثين من حوائج الدنيا ثم وكل
الله بذلك ملكا يدخله علي
في قبري كما يدخل عليكم
الهدايا ان علمي بعد موتي كعلمي
في الحيواة ولفظ البيهقي يخبرني
من صلى علي باسمه ونسبه فاثبته
عندي في صحيفة بيضاء۔

یا شب جمعہ کو مجھپر سو بار درود بھیجیگا۔
اس کی سو حاجتیں پوری ہونگی ستر آخرت
کی اور تیس دنیا کی پھر اس کے لئے
اللہ تعالے ایک فرشتہ کو مقرر کریگا جو
اسکو مجھپر میری قبر میں پیش کرے گا جس طرح
کہ تمپر تحفے پیش کئے جاتے ہیں بیشک میرا علم
میری وفات کے بعد ویسا ہی ہوگا جیسا کہ
میرا علم میری زندگی میں ہے۔ اور بیہقی کی
عبارت کا یہ مضمون ہے کہ وہ فرشتہ
درود بھیجنے والے کا نام و نسب مجھکو
بتائے گا پس میں اس کو اپنے پاس روشن
صحیفہ میں ثبت کر لونگا۔

۹ - اخرج البيهقي عن انس رضي الله عنه
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الانبياء
لا يتركون في قبورهم بعد اربعين ليلة ولكنهم
يصلون بين يدي الله سبحانه وتعالى حتى
ينفخ في الصور۔

۹ بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ انبیا چالیس شب کے بعد اپنی
قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے بلکہ وہ
خدا کے روبرو نماز پڑھتے ہیں اور ان کا
یہی حال نفخہ صور تک رہیگا۔

۱۰ - روى السفيان الثوري في الجامع

۱۰ سفیان ثوری نے جامع میں روایت

قال قال شیخ لنا عن سعید بن المسیب قال ما مکث نبی فی قبرہ اکثر من اربعین لیلۃ حتی یرفع۔

کی ہے کہ ہمارے ایک شیخ نے سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا کہ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرا بلکہ اس کے بعد اٹھا لیا گیا۔

بیہقی نے کہا کہ اس بنا پر انبیا علیہم السلام کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ تمام زندوں کا ہے اور وہ اس جگہ قیام کرتے ہیں جہاں ان کو اللہ تعالے نے ٹھہرایا ہے۔

حیات انبیا پر قرائن و شواہد

۲۔ پھر بیہقی نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات پر چند شواہد بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) قصۂ معراج میں منقول ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انبیا علیہم السلام کی ایک جماعت سے ملے اور آپ نے ان سے اور انہوں نے آپ سے بات چیت کی۔

(۲) قصہ معراج میں ابو ہریرہؓ سے جو حدیث مروی ہے اسمیں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو انبیا کی ایک جماعت کیساتھ پایا۔ چنانچہ موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ لاغر اندام آدمی تھے ان کے بال ایسے گھونگر والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں۔ اور عیسیٰؑ کو بھی دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ابراہیمؑ کو بھی دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ان سے بہت شباہت رکھنے والا تمہارا صاحب یعنے میں ہوں۔ پھر جب نماز کا وقت آیا تو میں سب کا امام بنا

(۳) حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ نفخہ صور سے سب لوگ بیہوش ہوجائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤنگا۔ بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کے مضمون کی صحت اس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انبیا علیہم السلام کی ارواح کو مرنے کے بعد ان کے اجسام میں پھر واپس کر دیا۔ اور وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

چنانچہ جب پہلی بار صور پھونکا جائیگا تو یہ لوگ بھی سب کے ساتھ بیہوش ہوجائیں گے۔ پس بدین اعتبار لفظ موت کا اطلاق صرف فقدان ادراک کے لحاظ سے ہے۔

(۴) ابویعلی نے ابوہریرہ رضؓ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک عیسیٰؑ ابن مریم زمیں پر اتریں گے۔ اوس کے بعد اگر وہ میری قبر پہ کھڑے ہوکے مجھے یا محمدؐ کہکر پکاریں گے تو میں ضرور ان کو جواب دونگا"

(۵) **الف**) ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "میں جنگ حرہ[1] کی راتوں کو رسول خدا

[1] یہ وہ جنگ ہے جو یزید بن معاویہ نے مدینہ کی غارت گری کے لئے برپا کی تھی۔ جسمیں اپنے شامی لشکر کو مدینہ کے صحابہ و تابعین سے جدال و قتال کرنے کے لئے بھیجا تھا اور فوج کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ کو بنایا تھا۔ یہ واقعہ ذیحجہ سنہ ۶۳ھ کا ہے اس کے بعد ہی یزید بھی ہلاک ہوگیا حرہ مدینہ کے باہر ایک زمیں ہے جسمیں سیاہ پتھر بکثرت تھے ۱۲ مجمع البحار

صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تن تنہا تھا وہاں میرے سوا کوئی اور نہ تھا اس زمانے میں جب کسی نماز کا وقت ہوتا تھا۔ تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنا کرتا تھا"۔

ب۔ زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ میں جنگ حرہ کے زمانے میں جب تک تنہا رہا اور لوگ میرے پاس نہیں آئے۔ آنحضرت صلعم کے مزار مبارک سے اذان و اقامت کی آواز برابر سنتا رہا۔

ج۔ ابن سعد نے طبقات میں سعید بن مسیب کا حال لکھا ہے کہ وہ جنگ حرہ کے زمانے میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہا کرتے تھے اور لوگ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو میں اذان کی آواز سنا کرتا تھا جو مزار مبارک کی طرف سے آتی تھی۔

د۔ دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ مجھے مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز کی زبانی خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا، "جب حرہ کی لڑائی برپا ہوئی تو مسجد نبوی میں نہ اذان دی گئی اور نہ اقامت کہی گئی لیکن سعید بن مسیب جو ہر وقت مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے وہ ہر نماز کے وقت آنحضرت صلعم کی قبر شریف سے دھیمی آواز سنا کرتے تھے"۔ ان سب اخبار سے یہی پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم اور باقی انبیا علیہم السلام وفات کے بعد

زندہ ہیں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی شان میں فرمایا ہے۔

حیات انبیاء پر تقریر شہادت ۳۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون

جب شہیدوں کو یہ معز حیات عطا ہوئی تو انبیاء علیہم السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں کیوں کہ یہ زیادہ بزرگ و محترم ہیں دوسرے یہ کہ اکثر انبیاء وصف نبوت کے ساتھ وصف شہادت کے بھی جامع ہیں۔ وہ بھی اس لئے اس آیت کے عموم الفاظ میں داخل ہوں گے۔

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے نیز حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہونے پر نو قسمیں کھانے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں انکے عدم قتل پر ایک قسم کھاؤں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔

بخاری اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، جس بیماری میں جناب رسالت مآب صلعم کا انتقال ہوا اس میں آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس کھانے کا زہر جو میں نے خیبر میں کھایا تھا برابر محسوس ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اب وہ وقت آگیا کہ اس زہر سے میری شہرگ کٹ جائے

پس نص قرآن سے باعتبار عموم لفظ یا باعتبار مفہوم موافقت کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنے مزار مبارک میں زندہ ہیں۔

حیات انبیاء پر علماء کے اقوال ۴۔ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد پھر ان کے اجسام میں واپس کر دی

گئیں چنانچہ وہ اپنے رب کے پاس شہیدوں کی طرح زندہ ہیں قرطبی نے اپنے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے متعلق اپنے شیخ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہید لوگ اپنے قتل و موت کے بعد زندہ رہتے ہیں۔ روزی دئے جاتے ہیں ہشاش بشاش رہتے ہیں اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ حال شہدا کا ہے تو انبیا علیہم السلام بدرجہ اولی اس کے مستحق ہیں۔

یہ بات بھی پایۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ نیز آنحضرت صلعم نے شب معراج میں انبیا علیہم السلام سے بیت المقدس اور آسمان پر ملاقات کی اور موسی علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور خود آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجیگا۔ میں اسکو اسکے سلام کا جواب دونگا۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ ان سب کے مجموعہ سے یہ بات قطعاً ثابت ہوتی ہے کہ انبیا علیہم السلام کی موت کا مآل صرف یہ ہے کہ وہ ہم سے اسطرح غائب ہیں کہ ہم ان کو نہیں پا سکتے گو زندہ و موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کا سا ہے کہ وہ زندہ اور موجود ہیں مگر ہم میں سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا بجز ان اولیاء کرام کے جنکو اللہ تعالی نے اپنی کرامات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔

بارزی سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد

زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بیشک آپ زندہ ہیں۔

استاد ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی فقیہ اصولی شیخ الشافعیہ نے انجاز مبین کے مسائل کے جوابات میں کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ارباب تحقیق متکلمین کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ چنانچہ اپنی امت کی طاعت و نیکی سے خوش اور گناہ و نافرمانی سے غمگین ہوتے ہیں اور آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ انبیا نہ سڑتے گلتے ہیں اور نہ زمین ان کا کوئی جز کھاتی ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں فوت ہوئے اور آنحضرت صلعم نے خبر دی کہ میں نے اُن کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا اور آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور انہوں نے آپ کے حق میں فرمایا۔ مرحبا بالابن الصالح، یعنے اے نیک فرزند خوش ہو؟ جب یہ اصول ہمارے نزدیک پایۂ صحت کو پہونچ چکا تو ہم کو یہ ضرور ماننا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہوگئے اور اپنی نبوت پر بدستور قائم ہیں (یہاں تک استاد ابو منصور کی تقریر ہے)

شیخ السنتہ حافظ ابو بکر بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد ان کے اجسام میں پھیر واپس کردی گئیں۔ چنانچہ وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں اور

ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں کئی انبیا کو دیکھا اور نماز میں ان کی امامت کی اور یہ خبر دی ہے اور آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے ہمارا سلام آپ کو پہونچایا جاتا ہے اور اللہ تعالے نے انبیا علیہم السلام کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کیا ہے ؛؛

بیہقی نے لکھا ہے کہ میں نے انبیا کی حیات کے ثبوت میں ایک جداگانہ کتاب لکھی ہے اور بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم وفات کے بعد بھی اللہ کے نبی۔ رسول۔ صفی اور بہترین خلق ہیں۔ " اَللّٰھُمَّ احینا علی سنته وامتنا علی ملته واجمع بیننا وبینه فی الدنیا والاٰخرة انك علی کل شیٔ قدیر "

...ل ...رزی کا جواب ...تم ہوا۔

شیخ عفیف الدین یافعی نے کہا ہے کہ اولیاء اللہ پر ایسی ایسی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔ جن سے وہ آسمان وزمین کے عجائبات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور انبیا علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں زندہ دیکھا اور شیخ موصوف نے کہا دد یہ بات ثابت ہوچکی ہے۔ کہ جو امر انبیا علیہم السلام کے لئے بطور معجزہ کے جائز ہے وہ اولیائے کرام کے لئے بطور کرامت کے جائز ہیں بشرطیکہ تحدی نہ ہو اور فرماتے ہیں کہ سوائے جاہل کے اور کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

علمار کے نصوص دربارہ حیات انبیا بکثرت ہیں لیکن ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

سوال کی حدیث ثانی اور اس کی تاویلات

۵۔ سوال کی دوسری حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں ابوداوٗد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بدیں

سند نقل کیا ہے کہ ابو عبدالرحمن مغربی نے حیوۃ بن شریح سے اور انہوں نے ابوصخرہ سے اور انہوں نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے اور انہوں نے۔ ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من احد یسلم علی الارد اللہ الی روحی حتی ارد علیہ السلام	جب کوئی مجھپر سلام بھیجیگا۔ اللہ تعالے میری روح کو میرے جسم میں لوٹادیگا یہاں تک کہ میں اسکے سلام کا جواب دونگا۔

اسمیں شک نہیں کہ بظاہر اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آپ کی روح اقدس بعض اوقات جسد اطہر سے مفارقت کرتی ہے اور یہ مضمون احادیث مندرجہ بالا کے خلاف ہوتا ہے لیکن میں نے اس میں غور و فکر کی تو مجھے اس کے کئی جواب سوجھے جو حسب ذیل ہیں۔

جواب ۱ (۱) سب سے ضعیف یہ ہے کہ راوی کو حدیث کے کسی لفظ میں وہم ہوگیا ہے جس سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے چنانچہ علما نے بہت سی ایسی حدیثوں میں ایسا ہی دعویٰ کیا ہے لیکن چونکہ اصل اس کے خلاف ہے اس لئے یہ دعویٰ قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔

جواب ۲ (۲) سب سے قوی جواب جس کو صرف وہ شخص جان سکتا ہے جس کو عربیت میں کامل دستگاہ ہو یہ ہے کہ جملہ "رد اللہ" جملہ حالیہ ہے اور قاعدہ عربیت یہ ہے کہ جب فعل ماضی حال واقع ہوتا ہے تو اس میں لفظ قد مقدر مانا جاتا ہے۔ جیسے آیت اوجاءوکم حصرت صدورھم

میں مقدر مانا گیا ہے یعنی۔ قد حصرت۔ پس اسی طرح حدیث کے اس جملہ میں بھی قد مقدر مانا جائیگا یعنے قد رد اللہ۔ اور چونکہ جملہ ماضی ہے اس لئے اسکا وقوع اس سلام سے مقدم ہوگا جو ہر شخص سے صادر ہوتا ہے اور لفظ حتی اس حدیث میں تعلیلیہ نہیں ہے بلکہ مجر وحروف عطف ہے واؤ کے معنی میں۔ پس اس تقدیر حدیث مذکور کا مفہوم یہ ہوا کہ۔

"ہر ایک شخص کا مجھپر سلام بھیجنا اس حالت میں ہوگا کہ اس کے قبل اللہ تعالےٰ"
"کی طرف سے میری روح میرے جسم میں واپس آچکی ہوگی اور میں اس کے"
سلام کا جواب دوں گا۔"

ہماری اس تقریر سے اشکال کا بالکلیہ استیصال ہو جاتا ہے کیونکہ اشکال مذکور صرف اس خیال سے پیدا ہوا تھا کہ جملہ "رد اللہ" حال یا استقبال کے معنی میں لیا گیا اور لفظ "حتی" تعلیلیہ مانا گیا اور جب ان دونوں لفظوں میں تاویل کر دی گئی تو صحیح معنے نکل آئے۔

ہماری تقریر کی تائید ایک معنوی حیثیت سے بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر لفظ "رد" حال یا استقبال کے معنی میں لیا جائیگا تو سلام کی تکرار سے رد کی تکرار اور رد کے تکرار سے مفارقت روح کی تکرار لازم آئے گی اور تکرار مفارقت سے کئی محذورے لازم آئیں گے

اول یہ کہ روح کی بار بار نکلنے سی جسد اطہر کو اذیت ہوگی یا اگر اذیت نہو گی تو ایک قسم کی ایسی بات پائی جائے گی جو تعظیم و تکریم کے خلاف ہوگی۔

دوم یہ کہ یہ امر شہدا غیرہ کی شان کے خلاف ہے کیوں کہ انہیں سے

کسی کے لئے یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ اس کی روح عالم برزخ میں بار بار نکلتی اور عود کرتی ہے تو پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے بدرجہ اولیٰ اس کے سزاوار ہیں کہ آپ کی روح اقدس ہمیشہ جسد اطہر میں باقی رہے

سوئم یہ کہ یہ بات قرآن مجید[1] کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن سے صرف دو موت اور دو حیات کا پتہ چلتا ہے اور تکرار بہت سی موت اور حیات کو مستلزم ہے اور یہ باطل ہے۔

چہارم یہ کہ یہ امر احادیث متواترہ مذکورۂ بالا کے خلاف ہے اور جو امر قرآن مجید و متواتر حدیث کے خلاف ہو اس کی تاویل واجب ہے اور اگر اس میں تاویل کی صلاحیت نہ ہو تو وہ باطل ہے۔

لہذا واجب ہوا کہ حدیث مذکور میں وہ تاویل کیجائے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے

جواب ۳ (۳) لفظ "رد" بعض اوقات مفارقت پر نہیں دلالت کرتا بلکہ کنایۃً اس سے مطلق صیرورت مراد ہوتی ہے۔ جیسے اس آیت میں جو حضرت شعیب علیہ السلام کا مقولہ ہے۔

قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم

[1] اس سے قرآن مجید کی یہ آیت مراد ہے "ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین" شیخ محی السنۃ بغوی نے اسکی تفسیر حضرت ابن عباس قتادہ ضحاک رضی اللہ عنہم کے قول سے یہ کی ہے کہ لوگ پہلے اپنے باپ کے اصلاب میں مردہ تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندہ کیا پھر ان کو اس موت کا مزہ چکھایا گیا جو سب کے لئے ضروری ہے اور اس کے بعد قیامت کے روز حساب و کتاب کے لئے زندہ کرے گا پس یہ دو موت اور دو حیات ہیں ۱۲ ترجمہ حاشیہ مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خاں صاحب قبلہ مدظلہ

کہا گیا ہے کہ اسی میں لفظ عود سے مطلق صیرورت مراد ہے نہ منتقل ہونے کے بعد عود کرنا اس لئے کہ شعیب علیہ السلام کبھی اُن کی ملت میں نہیں داخل ہوئے تھے۔

اس تقریر پر حدیث مذکور میں لفظ "رد" کا استعمال اسلئے مستحسن ہوا کہ اسمیں اور جملہ مابعد (حتی ارد السلام) میں لفظی مناسبت ملحوظ تھی پس لفظ رد کا ذکر صدر حدیث میں آخر حدیث کی مناسبت سے ہوا ہے۔

جواب ۴ (۴) سب سے زیادہ قوی جواب یہ ہے کہ رد روح سے یہ مراد نہیں ہے کہ روح بدن سے مفارقت کرنے کے بعد پھر اس میں واپس کیجاتی ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برزخ میں احوال ملکوت میں مشغول اور مشاہدہ ربانی میں مستغرق ہیں جیسے آپ کی حالت دنیا میں وحی کے وقت اور دوسرے اوقات میں تھی۔ پس آپ کا افاقہ رد روح سے معتبر کیا گیا اور یہی قول علما کا اس لفظ میں ہے جو معراج کے بعض احادیث میں واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے "فاستیقظت واذا انا بالمسجد الحرام" یعنی میں بیدار ہوتے ہی مسجد حرام میں تھا۔

یہاں استیقاظ سے مراد نیند سے بیدار ہونا نہیں ہے اس لئے کہ معراج خواب میں نہیں ہوئی ہے بلکہ عجائبات ملکوت کی غفلت وغشی سے افاقہ میں آنا مراد ہے۔

اب میرے نزدیک لفظ رد کے سب جوابوں سے یہ جواب زیادہ قوی ہے اور پہلے میں نے دوسرے جواب کو ترجیح دی تھی۔

جواب ۵ (۵) یوں بھی جواب دیا سکتا ہے کہ رد روح استمرار کو مستلزم ہے اس لئے کہ کوئی وقت اطراف عالم میں کسی درود بھیجنے والے سے خالی نہ ہوگا پس لامحالہ کوئی زمانہ ایسا نہ نکلے گا جسمیں روح بدن سے جدا ہو۔

جواب ۶ (۶) کبھی یہ توجیہ کیجاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے اس امر کی وحی ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس کی خبر دی بعد ازاں یہ وحی ہوئی کہ آپ اپنی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں گے اس لئے اس کی خبر دیدی لہذا ان دونوں خبروں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیوں کہ خبر ثانی خبر اول سے مؤخر ہے۔

یہ وہ جوابات ہیں جو اللہ تعالے نے میرے دل میں القا فرمائے ہیں اور ان میں سے کوئی جواب ایسا نہیں ہے جو کسی سے منقول ہو پھر میں نے اسطرح لکھنے کے بعد شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی کی کتاب "الفجر المنیر فیما فضل بہ البشیر النذیر" دیکھی تو اس میں حسب ذیل تقریر نظر آئی۔

"ہمکو ترمذی کی یہ روایت پہونچی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ"
"صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجیگا"
"میری روح مجھ پر لوٹائی جائیگی۔ یہاں تک کہ میں اس کے"
"سلام کا جواب دونگا" اوس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت"
"صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ ہیں اس لئے کہ یہ امر عادۃً محال"
"ہے کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت پایا جائے جسمیں کوئی"

شخص آنحضرت صلعم پر درود و سلام بھیجنے والا نہ ہو۔ اگر تم یہ اعتراض
کرو کہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ "اللہ تعالے میری روح کو لوٹائیگا"
حیات دائمی کے ساتھ بیان نہیں ہوتا اور اس سے ایک
ساعت سے کم مدت میں تعدد حیات و وفات کا لزوم ہوتا
ہے اس لئے کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا کوئی زمانہ سلام بھیجنے
والے سے خالی نہیں ہے بلکہ ایک ہی ساعت میں آپ پر متعدد
سلام بھیجے جاتے ہیں، تو اسکا جواب واللہ اعلم بالصواب
یہ ہے کہ یہاں روح سے مجازاً نطق مراد ہے پس گویا آنحضرت
صلعم نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالے میرے نطق کو مجھ پر لوٹائیگا
گو آپ ہر وقت زندہ ہیں لیکن حیات کے ساتھ نطق کا وجود
لازمی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالے ہر کے سلام بھیجنے والے
کے سلام کے وقت آپ کے نطق کو آپکی طرف لوٹاتا ہے
علامت مجاز یہ ہے کہ نطق بالفعل یا بالقوۃ اور روح میں
متلازم ہے پس آنحضرت صلعم نے ایک متلازم کو دوسرے
تلازم کیساتھ تعبیر فرمایا۔ اور بعض وقت اس کا اثبات
یوں بھی کیا جاتا ہے کہ بموجب آیت قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ
وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ روح کا عود صرف دو ہی مرتبہ ثابت ہے
لہذا حدیث مذکور میں روح سے نطق مراد لینا چاہیے
شیخ تاج الدین کی تقریر ختم ہوئی۔

شیخ تاج الدین کا یہ جواب ہمارے مذکورۂ بالا جوابات سے جداگانہ ہے۔ اگر یہ جواب تسلیم کر لیا جائے تو یہ ایک ساتوان جواب ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک یہ جواب اس وجہ سے مردود ہے کہ اس کلام کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم برزخ میں باوجود زندہ رہنے کے بعض اوقات نطق سے محروم کیئے گئے ہیں۔ اور وہ نطق آپ کو اسوقت رد کیا جاتا ہے جب کوئی شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے " اور یہ مقید مفہوم بہت قبیح بلکہ ممنوع ہے کیونکہ عقل ونقل اس کے برخلاف شاہد ہے

دلیل نقلی یہ ہے کہ جو نشانیان آنحضرت صلعم اور دیگر انبیا علیہم السلام کے برزخی حالات کی نسبت وارد ہوئی ہیں وہ اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے موافق برزخ میں بولتے چالتے ہیں اور کسی بات سے منع نہیں کیئے گئے ہیں بلکہ تمام مومنین اور شہدأ وغیرہ بھی برزخ میں اپنی خواہش کے موافق گفتگو کرتے ہیں کسی بات سے محروم نہیں کیے گئے ہیں اور کسی کی نسبت یہ نہیں آیا ہے کہ وہ برزخ میں گویائی سے محروم کیا گیا ہے بجز اس شخص کے جو بلا وصیت مرا ہو جیسا کہ ابو الشیخ نے کتاب الوصایا میں قیس بن قبیصہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے

من لم یوص لم یوذن له فی الکلام	جو شخص بلا وصیت مرا ہوگا اس کو مردوں سے
مع الموتی قیل یا رسول الله	بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کہا
وهل یتکلم الموتی قال	گیا یا رسول اللہ کیا مردے بات کرتے
نعم ویتزاورون ۔	ہیں۔ فرمایا ہاں۔ اور باہم ملاقات بھی

کرتے ہیں

شیخ تقی الدین سبکی نے کہا۔ انبیأ و شہداء اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں زندہ تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس پر شاہد ہے کیونکہ نماز کے لئے زندہ جسم درکار ہے اسی طرح وہ صفات جو انبیا علیہم السلام کی نسبت قصۂ معراج میں وارد ہوئی ہیں وہ سب اجسام کی صفات ہیں مگر اس حیات کے حیات حقیقی ہونے سے یہ نہیں لازم آتا کہ جس طرح دنیا میں کہانے پینے کی حاجت تھی ویسے ہی آخرت میں بھی ہو۔ البتہ ادراکات مثلاً علم و سماع یہ بیشک انبیا علیہم السلام اور تمام مردوں کے لئے ثابت ہیں۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ نطق سے بعض اوقات روکنا ایک قسم کی قید و تعذیب ہے اسی لئے تارک وصیت کو یہ سزا دی گئی ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منزہ ہیں لہذا آپ کو وفات کے بعد ہرگز کسی طرح کی قید نہیں لاحق ہو سکتی چنانچہ آپ نے خود مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

لا کربة علی ابیك بعد الیوم۔	اے فاطمہ رض! آج کے بعد سے تمہارے باپ کو کوئی سختی نہیں۔

علاوہ اس کے جب کہ شہدأ اور تمام مومنین بجز مستثنیٰ لوگوں کے ممانعت نطق کی سزا نہیں دے گئے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیسے جائز ہوگی۔

(۷) شیخ تاج الدین کے کلام سے ایک دوسرا جواب نکلتا ہے

اور اسکی تقریر یہ ہے کہ روح سے نطق اور رد سے استمرار بلا مفارقت
مراد ہے جیسا کہ ہمنے جواب سوم میں بیان کیا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ
اس تقدیر پر حدیث میں دو مجاز ہیں ایک لفظ رد میں اور دوسرا لفظ روح
میں۔ پہلا استعارہ تشبیہیہ ہے اور دوسرا مرسل ہے اور ہمارے
جواب سوم کی تقریر میں صرف ایک مجاز لفظ رد میں مانا گیا ہے۔

(۸) جواب مذکور سے ایک دوسرا جواب بھی پیدا ہوتا ہے اور
وہ یہ ہے کہ روح سے کنایۃً سمع مراد ہے اور مطلب یہ ہے
کہ اللہ تعالے آپ کے اس سمع کو جو خارق عادت ہے۔ آپ پر رد
کردیگا۔ جس سے آپ مسلم کا سلام دور سے ہی سن لیں گے اور اس کے
آپ تک پہونچنے میں قاصد کی وساطت کی ضرورت نہ پڑیگی اور اس سے
معمولی سمع مراد نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم کی دنیا میں ایک ایسی حالت ہوتی
تھی جسمیں آپ کی سماعت خارق عادت ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ
آسمان کے اوپر کی آواز سن لیا کرتے تھے جیسا کہ کتاب المعجزات میں
بیان کیا گیا ہے اور آپ کی یہ سماعت بعض اوقات آپ سے منفک ہوجاتی
تھی اور پھر عود کر آتی تھی۔

اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور آپ کی برزخی و دنیاوی حالت
برابر ہے۔

(۹) آٹھویں جواب سے ایک اور جواب بھی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے
کہ روح سے معمولی سمع مراد ہے۔ اور رد روح سے استغراق ملکوتی

اور مشاہدہ خاص سے ہوش میں آنا اور مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کا کوئی
آدمی آپ پر سلام بھیجیگا تو اس وقت آپ کو اللہ تعالے اس کے جواب کی طرف
متوجہ کر دیگا اور جب جواب سے فارغ ہوں گے تو پھر اپنے استغراق
اور مشاہدے میں مصروف ہو جائیں گے۔

(۱۰) نویں جواب سے ایک اور جواب نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ
ردِ روح سے ایسے کاموں سے آزاد اور فارغ البال ہونا مراد ہے
جن میں آپ عالم برزخ میں مشغول رہا کرتے ہیں مثلاً امت کے اعمال پر نظر کرنا
اس کے لئے گناہوں سے مغفرت چاہنا اس کے لئے دفع بلیات کی
دعا کرنا۔ اطراف زمین میں نزول برکت کی غرض سے آمد و رفت کرنا۔ اور
صالحین امت کے جنازہ میں شریک ہونا کیونکہ یہ سب کام برزخ میں آپ
کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہوا ہے پس
چونکہ آپ پر سلام بھیجنا بہترین اعمال اور بزرگترین عبادات سے ہے اس
لئے سلام بھیجنے والے کو یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم اس کے لئے ایک لحظہ اپنے ضروری اشغال سے فارغ ہو کر اس
میں براہ عزت بخشی و معاوضہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

یہ دس جواب ہیں جو سب کے سب میرے استنباط کئے ہوئے ہیں
اور جاحظ کا قول ہے کہ جب فکر و حفظ میں باہم میل جول ہوتا ہے تو اس سے
عجیب عجیب باتیں پیدا ہوتی ہے

(۱۱) پھر مجھے گیارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے روح

حیات مراد نہیں ہے بلکہ اس سے راحت و مسرت مراد ہے جیسا کہ آیت فروح و ریحان۔ میں ضمہ را کی قرأت پر روح سے راحت و مسرت مراد لی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو سلام بھیجنے سے مسرت و شادمانی ہوتی ہے اس لیئے کہ سلام آپ کو مرغوب ہے اور یہی مسرت آپکو جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے۔

(۱۲) پھر مجھے بارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے وہ رحمت مراد ہے جو درود کے ثواب سے پیدا ہوتی ہے۔ اور لفظ روح کبھی رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ابن اثیر نے "نہایہ" میں لکھا ہے کہ روح کا ذکر حدیث میں مکرر آیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اور اس کے کئی معنی آتے ہیں لیکن غالب معنی اس روح کے ہیں جس سے بدن کا قیام ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق قرآن۔ وحی۔ رحمت اور جبرئیل پر بھی ہوتا ہے"

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آیت فروح وریحان میں (ر) کو ضمہ پڑھا اور یہ کہا کہ روح کے معنی رحمت کے ہیں"

اور اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درود قبر میں میرے پاس اسی طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے تمہارے یہاں سے تحفے اور معاوضے پیش کئے جاتے ہیں" اس حدیث میں روح سے اس کا ثواب یعنے اللہ کی رحمت و انعام مراد ہے (پس حاصل مطلب

یہ ہوا کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجیگا اللہ تعالےٰ اس کا ثواب یعنے اپنی رحمت مجھکو پہنچائیگا اور میں اسکا جواب دونگا۔

(۱۳) پھر مجھے تیرہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو آنحضرت صلعم کے مرقد منور پر سلام پہنچانے کے لئے متعین ہے اور روح کا اطلاق جبرئیل علیہ السلام کے علاوہ اور فرشتوں پر بھی آتا ہے چنانچہ راغب نے کہا ہے کہ بزرگترین فرشتے ارواح کہلاتے ہیں پس اس صورت میں جملہ رد اللہ الخ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالےٰ متعین فرشتےکو میرے پاس سلام پہنچانے کے لئے بھیجیگا۔

یہ آخری جواب ہے جو مجھے سوجھا ہے، والعلم الحق عند اللہ العلام

تنبیہ شیخ تاج الدین کی مذکورۂ بالا تقریر میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں۔

اول یہ کہ انہوں نے حدیث مذکور کو ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ غلط ہے بلکہ اس حدیث کو صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف ابو داؤد نے نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ جمال الدین نے "اطراف" میں ذکر کیا ہے۔

دوم یہ کہ شیخ نے حدیث مذکور کو بلفظ "رد اللہ الیّ" نقل کیا ہے اور یہہ اولیٰ و انسب ہے اس لئے کہ الیٰ و علیٰ کے تعدیہ میں ایک فرق لطیف ہے اور وہ یہ ہے کہ رد اہانت کی صورت میں علیٰ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اور اکرام کی صورت میں الیٰ

کے ساتھ صحاح میں ہے کہا جاتا ہے رد علیہ الشئی جب کہ اس چیز کو قبول نہ کیا ہو اسی طرح رد علیہ جب کہ اس کو خطا وار ٹھیرایا ہو۔ اور کہا جاتا ہے ردہ الی منزلہ یعنے اس کو اس کے گھر پہونچایا و رُدَّ الیہِ جوابًا یعنے اس کو جواب دیا۔"

راغب نے کہا پہلی قبیل سے یہ آیات ہیں (۱) یَرُدُّوکُم عَلٰی اَعقَابِکُم (۲) رُدُّوھَا عَلَیَّ (۳) وَنُرَدُّ عَلٰی اَعقَابِنَا۔ اور دوسری قبیل سے یہ آیات (۱) وَلَئِن رُدِدتُ اِلٰی رَبِّی لَاَجِدَنَّ خَیرًا مِنھَا مُنقَلَبًا (۲) فَرَدَدنَاہُ اِلٰی اُمِّہٖ (۳) ثُمَّ تُرَدُّونَ اِلٰی عَالِمِ الغَیبِ وَالشَّھَادَۃِ (۴) ثُمَّ رُدُّوا اِلَی اللہِ مَولَاھُمُ الحَقِّ "

واضح ہو کہ راغب نے کہا ہے رد کے ایک معنی تفویض کے بھی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے "رَدَدتُ الحُکمَ فِی کَذَا اِلٰی فُلَانٍ یعنے میں نے اس کا فیصلہ فلاں کے تفویض کیا ہے۔ اور یہی معنی ان آیات میں بھی ہیں۔

(۱) فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیئٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُولِ (۲) وَلَو رَدُّوہُ اِلَی الرَّسُولِ وَاِلٰی اُولِی الاَمرِ مِنھُم۔

(۱۴) راغب کے اس قول سے حدیث مذکور کا چودھواں جواب بھی نکلتا ہے اس طرح پر کہ حدیث میں لفظ رد سے تفویض کے معنی اور لفظ روح سے رحمت کے معنی مراد لئے جائیں جیسے "صلوۃ اللہ" کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں اور آنحضرت صلعم پر سلام بھیجنے والا گویا اپنے سلام کے ذریعہ سے رحمت الٰہی کا خواستگار ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث

سے پایا جاتا ہے

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔	جو مجھ پر ایک بار درود بھیجیگا اللہ تعالےٰ اس پر دس بار بھیجیگا۔

اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ اللہ کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں اس رحمت کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم سے تفویض کیا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کے لئے دعا کریں جس سے اس کے سلام کو اجابت قطعی ہو جائے پس جو رحمت سلام بھیجنے والے کو پہنچتی ہے وہ محض آنحضرت صلعم کی دعا کی برکت اور رد سلام ہے اور یہ گویا سلام بھیجنے والے کے سلام قبول کرنے اور اس پر اجر و ثواب دینے کے لئے ایک طرح کی سفارش ہے۔ اور "روح" میں اضافت مجرد ملابست کی وجہ سے ہے۔

اس تاویل پر حدیث مذکور کی نظر وہ جملے ہیں جو حدیث شفاعت و حدیث معراج میں وارد ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) فیرد ھاھذا الی ھذا وھذا الی ھذا حتی ینتھی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔	اس شفاعت کو یہ اسکے اور وہ اسکے سپرد کریگا یہان تک کہ آخر میں حضرت سید المرسلین کی نوبت آجائیگی۔
(۲) لقیني لیلۃ اسری بي ابراھیم وموسی وعیسی (علیھم السلام) فتذاکروا فی امر الساعۃ فردوا امرھم	مجھے شب معراج میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام سے تو باہم قیامت کا چرچا ہوا۔

الیٰ ابراھیم فقال لاعلم لی بھا فردوا امرھم الی موسیٰ فقال لاعلم لی بھا فردوا الیٰ عیسیٰ۔	سب نے اس امر کو ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کیا۔ انہوں نے کہا مجھے اسکا علم نہیں پھر اس امر کو موسیٰ علیہ السلام حوالہ کیا انہوں نے بھی کہا مجھے اس کا علم نہیں پھر اس کو عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کیا۔

پس اس توجیہ کی بنا پر حدیث کے محصل معنے یہہ ہوے کہ اللہ تعالیٰ اس رحمت کے معاملہ کو جو میرے سبب سے سلام بھیجنے والے کو حاصل ہوگی میرے تفویض کریگا یہاں تک کہ میں خود اس کے لئے دعا کا کفیل ہونگا کہ اس کے سلام کے مقابلے میں بطور جواب لفظ سلام کو اپنی زبان سے ادا کرونگا اور اسکو دعا دونگا

(۱۵) پھر مجھے بندرہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ رحمت و رأفت ہے جو فطری طور پر آنحضرت صلعم کے قلب منور میں اپنی امت کے ساتھ پائی جاتی ہے جس سے آپ ہمیشہ اس پر مہربان رہتے ہیں اور صرف اس شخص سے بعض اوقات ناراض ہوتے ہیں جس کے گناہ بھاری ہوتے ہیں اور جو اللہ کے نواہی کا مرتکب ہوتا ہے چونکہ آپ پر درود کا بھیجنا گناہوں کی بخشایش کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "اذا تکفی ھمک ویغفر ذنبک" اس لئے آپ نے یہ خبر دی کہ جو کوئی مسلمان خواہ اس کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوگئے ہوں مجھ پر سلام بھیجیگا اس پر میری فطری رحمت کا فیضان ہوگا یہاں تک کہ میں اپنے آپ اس کے سلام کا جواب دونگا اور اس

اور اس کا گناہ مجھے جواب دینے سے مانع نہ ہوگا۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ تقریر نفیس اور بشارت عظیم ہے اور اس کے ساتھ یہ خوبی بھی ہے کہ حدیث مذکور کے جملہ "ما من احد" میں حسن منفی خود مفید استغراق ہے اور اس پر من استغراقیہ کی زیادتی مؤکد استغراق پس من کی زیادتی سے استغراق کی ایسی تفریح ہوگئی کہ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں عام سے خاص مراد ہے۔

مجھے اللہ تعالےٰ نے جتنے جوابات سمجھائے تھے اب وہ سب ختم ہوگئے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالےٰ کوئی اور جواب سمجھائیگا تو اوس کو بھی اسمیں شامل کردونگا۔ واللہ الموفق والمعین

تنبیہ۔ بعد کو میں نے حدیث مذکور کو بیہقی کی کتاب "حیات الانبیاء" میں "بلفظ اِلَّا وَقَدْ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" دیکھا تو مدعا کا بہت شکر کیا اور اس سے یہ احتمال بہت قوی ہوگیا کہ جس روایت میں لفظ قد ساقط ہوگیا ہے اسمیں وہ محذوف ہے اور اس کا حذف راویوں کا تصرف ہے۔ چنانچہ اس بات کو میں جواب دوم میں بیان کرچکا ہوں۔

بیہقی کی اس روایت کی بناپر اب میں جواب دوم کی ترجیح کی جانب مایل ہوگیا اور وہ میرے نزدیک سب جوابوں سے زیادہ قوی ہے اور اس توجیہ کی بناپر حدیث مذکور سے یہ خبر دینا مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ موت کے بعد آپ کی روح کو آپ کے جسم میں پھر واپس کردیگا اور آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص

آپ پر سلام بھیجیگا تو آپ بھی بوجہ اپنی حیات کے اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ پس یہ حدیث آنحضرت صلعم کے قبر میں زندہ رہنے کے باب میں تمام مذکورۂ بالا حدیثوں کے موافق ہے اور کسی طرح اونکی معارض نہیں۔

اسی بنا پر بعض حفاظ حدیث نے لکھا ہے کہ اگر ایک ہی حدیث سا ٹھ طرق سے نہ لکھی جاتی تو وہ ہماری سمجھہ میں نہ آتی اس لئے کہ بعض طرق میں بہ نسبت بعض کے زیادتی ہوتی ہے کبھی الفاظ متن میں اور کبھی اسناد میں پس طریق زاید سے طریق ناقص کے مخفی مطلب کی توضیح ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتاب انباہ الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء تمام ہوئی

والحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ اجمعین۔ صح از

صحتنامہ رسالہ ابادہ الاولیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۷	۱	دیا سکتا	دیا جا سکتا
۲	۲	[illegible]	صلی اللہ	″	۲	کولی	کوئی
۲	۱۳	[illegible]	×	″	۱۶	ادس	اس
۳	[illegible]	[illegible]	ٹھہرا	۱۸	۳	ہیں	نہیں
۴	[illegible]	[illegible]	ٹھہراؤ	″	۷	بالصواب	بالصواب
″	۵	دیگی	دی گئی	″	۱۱	ہر کے	ہر ایک
۷	۵	وہ بھی اس کے	اس لئے وہ بھی	۳	۱۴	متلازم	تلازم
[illegible]	[illegible]	قتل	قتل	۱۹	۸	دلیل نقلی میں	دلیل نقلی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	خوش رہو	″	۱۲	کے	کئے
۹	۱۳	جائز نہیں	جائز ہے	۲۰	۱۲	ہرگز	ہرگز
۱۰	۲	ایسی محدثون	محدثوں	۲۲	۱۸	ہوتی ہے	ہوتی ہیں
۱۴	۱	اس	+	۲۴	۸	رد سلام	رد سلام سے
۵	۴	حروف	حرف	″	۱۰	ملاحت	ملابست
[illegible]	۵	تقدیر	تقدیر	″	۱۲	نظر	نظیر
″	۱۲	نقضون	نقضوں	″	۱۳	ہوتے	ہوئے
″	۱۶	حجد	جسد	″	۱۸	علیہ السلام	علیہم السلام
۱۶	۱	اسی	اس	″	″	سے	لئے
″	۱۱	معتبر	تعبیر	۲۷	۴	سے	کے
″	″	اور بھی	اور یہی	″	۱۴	گناہ	گناہ
″	۱۵	اس سے	اس لئے	۲۸	۱	اور اس	
				″	۵	تقریح	تصریح

تمت

ادا بیل الی دار امین مولفہ مولانا مولوی مفتی محمد سعد اللہ خان صاحب
رسالہ حجاج وزائرین بیت حرام کے لیے نہایت مفید ہے اسمیں مناسک و فضائل حج و
ممنوعات ومکروہات احرام و خطبہائے حج و مقامات قبولیت دعا و بقاع متبرک وغیرہ
معتبر کتب فقہ سے اخذ کر کے نہایت خوبی کیساتھ لکھے گئے ہیں یہ رسالہ پیشتر دو
دفعہ چھپا تھا لیکن اب مجلس اشاعۃ العلوم نے ایک جدید تہذیب اور دلکش طرز
سے اسکو مرتب کر کے اپنے سلسلہ اشاعت میں داخل کر لیا ہے چھپائی عمدہ
اور کاغذ سفید چکنا ۵۰ پونڈی حجم ۱۳۷ صفحات قیمت ہہ ر

عروۃ الوثقیٰ مولفہ جناب مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب قادری مہاجر
رسالہ عربی زبان میں لکھا گیا ہے مولف سلمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی رویت مبارک اور فضائل رویت بہت عمدگی کیساتھ بیان کئے ہیں اپنے
رنگ میں بہت عمدہ رسالہ ہے حجم ۴۶ صفحات قیمت ۵ ر

الوسیلۃ العظمیٰ مولفہ جناب مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب قادری
مہاجر یہ رسالہ بھی سلیس عربی زبان میں لکھا گیا ہے مولف سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس رسالہ
میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت باسعادت کے وقت جواز قیام
اور فضائل قیام کا ثبوت دیا ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اچھی طرح ثابت کر دیا
کہ قیام کی اصلی علت اور لم کیا ہے حجم ۱۳۲ صفحات قیمت دہہ ر

رسم الحفظہ جناب مولوی حفیظ اللہ خانصاحب مولوی فاضل کی یہ ایک
عمدہ تصنیف ہے قرآن اور حفظ قرآن کتاب کا موضوع ہے حفظ قرآن کے متعلق عمدہ
عمدہ نکات اور اوس کے تفصیلی آداب و قواعد بیان کئے ہیں بڑے بڑے حفاظ کے تجربے
اور مضمونوں نے کتاب کو بہت بارونق بنا دیا ہے مطالعہ سے مولف سلمہ اللہ کی قابلیت
کا اندازہ لگتا ہی او کتاب کی قدر و قیمت ظاہر ہو سکتی ہے ۸۰ صفحہ قیمت فی جلد ۳ ر

مقاصد الاسلام حصہ پنجم

حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ خان صاحب مدظلہ کی مفید تصانیف اور انکی برکات سے کون واقف نہیں ہے حضرت ممدوح کی کی تصانیف موجودہ زمانہ کی اقتضا کے موافق حمایت اسلام کی کامل ضمانت اور علوم و برکات اسلام کی اشاعت کے لیے پوری کفیل ہیں مقاصد الاسلام کے نام سے حضرت ممدوح نے ایک مفید سلسلہ تصنیف کی بنیاد ڈالی ہے انعقاد مجلس اشاعۃ العلوم کے پیشتر اس سلسلہ کے چار حصے شایع ہو چکے ہیں اب مجلس نے یہ پانچواں حصہ شایع کیا ہے اور دیگر حصص زیر طبع ہیں اس حصہ میں [illegible] [illegible] خلافت پر نہایت عمدہ پیرایہ میں عقلی و نقلی [illegible] ہیں اور نہایت محققانہ طرز سے ہر ایک بات ثابت کیگئی

کاغذ سفید چکنا بچاس پونڈی حجم ۱۲۰ صفحات قیمت

المعلن

ابو الدرجات حافظ محمد ولی الدین فاروقی مہتمم مجلس